إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء ٭ عسىٰ أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

الفضل

روزنامہ

لاہور پاکستان

یوم:- سہ شنبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲ | ۲۷ ر وفا ۱۳۲۷ ہش | ۱۹ ر رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ | ۲۷ ر جولائی ۱۹۴۸ء | نمبر ۱۶۹

شرح چندہ

سالانہ	۲۱ روپے
ششماہی	۱۱ "
سہ ماہی	۶ "
ماہوار	۲½ "

قیمت

فی پرچہ ۱۰ر

مختصر مگر اہم

حیدر آباد ۲۶ ر جولائی نظام دکن نے شہنشاہ جارج ششم کو ایک ذاتی خط بھیجا ہے۔ یہ خط سر والٹر مانکٹن کے پرائیویٹ سیکرٹری جو کل رات لندن پہنچے ہیں اپنے ساتھ لیکر گئے ہیں۔

نئی دہلی ۲۶ ر جولائی گاندھی جی کے مقدمہ قتل کی جو سپیشل جج سماعت کر رہا ہے۔ آج اُس نے عدالت میں بتایا کہ مجھے ایک گمنام چٹھی ملی ہے۔ جس میں قتل کر دینے کی دھمکی دی ہے۔

تل ابیب ۲۶ ر جولائی۔ اتحادی ثالث کاؤنٹ برناڈوٹ آج بیروت سے تل ابیب پہنچ گئے

عرب لیڈروں نے اتحادی ثالث کا نیا فارمولا مسترد کر دیا

مزید گفت و شنید سے انکار

بیروت ۲۶ ر جولائی۔ عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عزام پاشا نے ایک بیان میں بتایا ہے کہ بیروت میں عرب لیڈروں سے بات چیت کے دوران میں اتحادی قوموں کے ثالث کاؤنٹ برناڈوٹ نے مستقل صلح کیلئے جو فارمولا پیش کیا تھا عربوں نے اسکی بنیاد پر مزید گفت و شنید کرنے سے انکار کر دیا ہے بات چیت کے اختتام پر عرب لیگ نے بھی ایک بیان شائع کیا۔ جس میں بتایا ہے کہ عربوں نے بیت المقدس میں لڑائی بند کرنا منظور کر لیا ہے لیکن بیت المقدس کے نئے شہر میں جو ایک لاکھ یہودی محصور ہیں عرب اُنکی خوراک کی ذمے واری اُٹھانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

مہاجرین کے لئے ملازمت کا انتظام

لاہور ۲۶ ر جولائی۔ جون ۱۹۴۸ء کے اواخر تک ۶۰ ہزار کے قریب پناہ گزینوں نے روزگار کے مختلف دفاتر میں اپنے نام ملازمت کیلئے درج کرائے ان میں سے ۱۶ ہزار سے زیادہ کو ملازمتیں مل چکی ہیں اس دوران میں درج رجسٹر ہونیوالوں اور ملازمت حاصل کرنیوالوں کی تعداد علی الترتیب ۱۹،۱۷ اور ۹،۸،۷ الف تھی۔

گندم پر کنٹرول بدستور جاری رہیگا غلط افواہوں کی تردید

لاہور ۲۶ ر جولائی۔ عام طور پر یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ چنے چاول اور دھان کے متعلق بعض کنٹرول اُٹھا لئے گئے ہیں۔ اسی طرح موسم ختم ہونے پر گندم پر سے بھی کنٹرول اُٹھا لیا جائے گا۔ یہ بالکل غلط خیال ہے حکومت فیصلہ کر چکی ہے کہ گندم پر سے کنٹرول نہ اٹھایا جائے۔ چاول اور دھان کے متعلق صورت یہ ہے۔ کہ اس کے نرخ پر بدستور کنٹرول ہے اور اس کنٹرول پر سختی سے عمل کرانے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

اتحادی قوموں کے پاکستان ہندوستان کمیشن کی ہراول جماعت نے

کشمیر کا دورہ ملتوی کر دیا

نئی دہلی ۲۶ ر جولائی۔ اتحادی قوموں کے پاکستان ہندوستان کمیشن کی ہراول جماعت نے فی الحال کشمیر جانا ملتوی کر دیا ہے۔ کمیشن کی یہ ہراول پارٹی امریکہ اور بلجیئم کے نمائندوں پر مشتمل ہے۔ پروگرام کے مطابق انہیں آج بذریعہ ہوائی جہاز سرینگر روانہ ہونا تھا۔ چنانچہ آج مقررہ وقت پر ہوائی جہاز روانہ بھی ہوا لیکن موسم کی خرابی کی وجہ سے ایک گھنٹے بعد نئی دہلی کے ہوائی اڈے پر واپس اُتر آیا۔ فی الحال موسم کے ٹھیک ہونے تک یہ سفر ملتوی کر دیا گیا ہے۔

کشمیر کے مہاجر طلباء کی امداد کیلئے ایک لاکھ روپے کی پیشکش

لاہور ۲۶ ر جولائی۔ شیخ کرامت علی وزیر تعلیم مغربی پنجاب نے محکمہ تعلیم کی طرف سے ایک لاکھ روپے کی رقم آزاد کشمیر گورنمنٹ کو ریاست کشمیر کے ان مفلوک الحال مہاجر طلبہ کی مالی امداد کیلئے پیش کی ہے۔ جو مغربی پنجاب کے مختلف سکولوں میں داخل ہو چکے ہیں۔

وزیر اعظم پاکستان

کوئٹہ تشریف لے جا رہے ہیں

راولپنڈی ۲۶ ر جولائی۔ پاکستان کے وزیر اعظم خان لیاقت علی خاں کل راولپنڈی سے کوئٹہ روانہ ہو جاتے ہیں۔ وہاں سے آپ قائد اعظم سے ملاقات کرنے کے سلسلے میں زیارت تشریف لیجائینگے

مالکان راشن ڈپو پر جرمانے

لاہور ۲۶ ر جولائی۔ راشننگ کنٹرولر لاہور نے ۱۲ ر جون سے ۱۱ جولائی ۱۹۴۸ء تک کم و بیش گیارہ ڈپوؤں کو تیس روپے سے ڈیڑھ سو روپے تک جرمانہ کی سزا دی۔ جرم زیادہ تر ذخیرے اور حسابات میں کمی و بیشی کے متعلق تھا۔ ایک ڈپو دار کو سو روپیہ جرمانہ ایک انکوائری افسر کی توہین کرنے پر ہوا۔ ایک اور کو اتنا جرمانہ زیادہ پیسے وصول کرنے پر ہوا۔

راشن کارڈوں کی میعاد ختم ہو رہی ہے

نئے کارڈ بنوانے کا طریق

لاہور ۲۶ ر جولائی۔ موجودہ راشن کارڈوں کی میعاد ۱۱ ر اگست ۱۹۴۸ء کو ختم ہو جائے گی۔ لاہور کے ہر ایک وارڈ میں نئے راشن کارڈ تیار کئے جا رہے ہیں۔ عوام کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے کارڈ اپنے ڈپو دار کے حوالہ کر دیں۔ اور تین چار روز کے بعد اس سے نیا راشن کارڈ لے لیں۔ اداروں کیلئے راشن کے پرمٹ مرکزی دفتر میں تیار ہونگے۔ پرمٹ والوں کو چاہیئے کہ وہ یا تو براہ راست راشن بندی کے مرکزی دفتر میں پہنچیں یا اپنی ایسوسی ایشن کی معرفت پرمٹ بھیجیں ریلوے ملازمین کے راشن کارڈ ریلوے کے سینئر راشننگ افسر کے دفتر میں تیار ہوں گے۔

خالی اسامیوں کے لئے درخواستیں

روزگار کے دفاتر کی معرفت لی جائینگی

لاہور ۲۶ ر جولائی۔ حکومت مغربی پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبائی حکومت کے ماتحت ان خالی اسامیوں کیلئے درخواستیں روزگار کے دفتر کی معرفت لی جائیں جن کا پنجاب اور صوبہ سرحد کے پبلک سروس کمیشن یا امتحان مقابلہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

حکومت نے تمام انتظامیہ سیکرٹریوں اور تقرری کے مجاز افسروں کو اس بارے میں ہدایات جاری کر دی ہیں۔ چنانچہ اب صوبائی حکومت کے مختلف محکموں میں عارضی و مستقل ملازمت کے خواہشمندوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے علاقے کے دفتر روزگار میں اپنا نام درج کرا لیں۔

حیدر آباد کے خلاف

ہندوستان کی جنگی تیاریاں

حیدر آباد ۲۶ ر جولائی۔ معتبر فوجی ذرائع کی اطلاع ہے کہ حکومت ہند مستقبل قریب میں ایک علاقہ وار فوج بھرتی کر رہی ہے جو ہر قسم کے اسلحہ والے دستوں پر مشتمل ہے۔ پریس ایکسچینج کو معلوم ہوا ہے کہ یہ اقدام حکومت ہند کی ان تیاریوں کا ایک جزو ہے جو حیدر آباد کے خلاف کی جا رہی ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تندرست و توانا اور فوج میں کام کرنے کے قابل لوگوں کا مکمل ریکارڈ رکھنے کی غرض سے سابق فوجیوں کو سارے ہندوستان میں درج رجسٹر کیا جا رہا ہے۔ (مغربی پاکستان)

٭ آئندہ پر حکومت ہند رضا کاروں کے دوش بدوش جنگ کرینگے

ہم آصفی پرچم کی حفاظت کیلئے جانیں لڑا دینگے

حیدر آباد دکن میں مرہٹوں نے ہتھیار سنبھال لئے

حیدر آباد ۲۶ ر جولائی۔ ممالک محروسہ حیدر آباد اور قرب و جوار کے مرہٹوں کا ایک عظیم الشان جلسہ تعلقہ جیتور میں منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً دس ہزار مرہٹے شامل ہوئے ان لوگوں نے متفقہ طور پر کانگرس سے بے تعلقی کا اظہار کیا۔ اور حیدر آباد کی حفاظت کے لئے انڈین یونین کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ جلسہ کے آغاز سے پہلے تمام مرہٹوں نے پرچم آصفی کے نیچے کھڑے ہو کر اُسکا ادب ادا کیا۔ اور کہا کہ ہم اس جھنڈے کی حفاظت کیلئے اپنی جانیں تک لڑا دینگے۔ اس پر شاہ عثمان زندہ باد۔ حیدر آباد پائندہ باد کے نعروں سے تمام علاقہ گونج اُٹھا جلسہ میں تمام مرہٹوں کی انجمن کے سیکرٹری نے کہا کہ مرہٹے غنڈہ گردی میں شامل نہیں ہیں ہم انڈین یونین کی معاشی ناکہ بندی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وقت پر

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور سے چھپوا کر ۳۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

روزنامہ الفضل
۲۷ جولائی ۱۹۴۸ء

کھری کھری باتیں — اصولی بحث سے گریز کیوں؟

(۱)

چند دن ہوئے ہم نے ان کالموں میں مودودی صاحب کے نظریہ جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق آپ کے متضاد بیانی کا ذکر کیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ آپ نے اپنے رسالہ جہاد فی سبیل اللہ میں اسلامی سٹیٹ کا یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ وہ ایک علاقہ میں اسلامی سٹیٹ قائم کر کے اور طاقت حاصل کر کے اردگرد کے باطل نظاموں کو مٹا دینے کے لئے ان پر تلوار سے حملہ کر دیں۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک باطل کے ہاتھوں سے اقتدار چھین نہ لیں۔ اور نعوذ باللہ حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین نے یہی کیا تھا۔ اس کے برخلاف آپ نے حال ہی میں کشمیر کے جہاد کے متعلق فرمایا ہے کہ پاکستان کے شہریوں کے لئے کشمیر میں جاکر انڈین یونین کے خلاف لڑنا جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ اور اس کے ثبوت میں سورۃ انفال کا وہ حوالہ پیش کیا۔ جس میں آتا ہے۔ کہ آزاد مسلمانوں کو ان مسلمانوں کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔ جو کسی ایسی کافر حکومت کے زیر اقتدار رہتے ہوں۔ جس کے ساتھ آزاد مسلمانوں کی حکومت کا معاہدہ ہو۔ خواہ وہ کافر حکومت فرداً مسلمانوں پر دین کے بارے میں ہی ظلم کیوں نہ کرتی ہو۔

ہم نے عرض کیا تھا کہ اگر مودودی صاحب کا نظریہ جہاد فی سبیل اللہ اور اسلامی سٹیٹ کا وہ تصور درست ہے جو آپ نے اپنے رسالہ جہاد فی سبیل اللہ میں بیان فرمایا ہے۔ تو کسی کافر حکومت سے معاہدہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ آپ کے تصور کے مطابق تو اسلامی سٹیٹ کی فطرت ہی یہ ہے۔ کہ وہ طاقت حاصل کرتے ہی اسلامی حکومت پر پل پڑے۔ جس حکومت پر فوراً پل پڑنے کا حکم ہو۔ اس سے معاہدہ کے کیا معنے؟

ہم نے اسی ضمن میں یہ بھی ذکر کیا تھا۔ کہ جس آیت کے ٹکڑے سے مودودی صاحب نے اپنا نظریہ جہاد اور اسلامی سٹیٹ کا تصور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ سورۃ انفال کی ان آیات کے ساتھ ہی واقعہ ہے۔ جن آیات سے آپ نے جہاد کشمیر کے خلاف فتویٰ نکالا ہے۔ اور اس ناقص ٹکڑے کا مطلب صرف اتنا ہے۔ کہ اگر مسلمانوں نے اوپر کی ہدایات پر عمل نہ کیا۔ تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا۔

اب یہ ایک اصولی بحث تھی۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ مودودی صاحب خود یا اقامت دین کے نقیب وداعی مدیر کوثر اس کے متعلق اپنی پوزیشن صاف کرتے۔ اور جس متضاد بیانی کا الزام ہم نے مودودی صاحب پر لگایا تھا۔ یا تو اس کی صفائی پیش کرتے۔ اور یا ہمارے اعتراض کو درست تسلیم کر کے اپنے نظریہ کی ترمیم و تصحیح فرماتے۔ یعنی دونوں راؤں میں سے کونسی قرآن کریم کے مطابق ہے۔ آیا اسلامی سٹیٹ بنا لیتے ہی کافر حکومتوں پر حملہ کر دینا یا کافر حکومتوں سے معاہدے کر کے ان کو کفر میں پھلنے پھولنے کا موقعہ دینا۔ اس کے متعلق تو آپ نے ایسی چپ سادھی کہ گویا آپ کے مونہہ میں زبان ہی نہیں مگر وہ ازلی کینہ جو آپ کو احمدیت کے خلاف ہے بھلا نچلا کہاں بیٹھنے دے سکتا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے نئے اخبار تسنیم میں اپنے ذہنیت کے فطری تقاضا سے مجبور ہو کر وہی اپنا مایۂ ناز طریق یعنی احمدیت کے خلاف بدظنی پھیلانے اور عوام کو اشتعال دلانے کا طریق اختیار کیا ہے۔

(۲)

آپ نے تسنیم کے افتتاحی پرچے کو ایک اسلامی کارٹون سے مزین کرنے کی کوشش بھی فرمائی ہے ایک نقشہ دیا ہے۔ جس میں بزعم خود دکھانا چاہا ہے کہ آپ گویا اسلام کے واحد مرکزی ستون ہیں اور چند دیگر ستون بھی آپ کی قیادت میں پاکستان اسمبلی پر شرعی قانون کے نفاذ کے لئے دھاوا بول رہے ہیں۔ اور آپ کے مقابلہ میں جو کفر کی فوجیں نبرد آزما ہیں۔ ان میں الفضل یا بالفاظ دیگر "امت قادیان" بھی شامل ہے اس کارٹون یا نقشہ کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں۔

مورچہ ۴ امت قادیان کا ہے یہ گروہ مذہبیت کا بہروپ بھرنے میں اگرچہ بڑا ہنر ور ہے اور اسلام اور قرآن پر باتیں کرنے میں بڑا طولےٰ رکھتا ہے۔ لیکن یہ نظام اسلامی کا سب سے بڑا دشمن ہے کیونکہ نظام اسلامی کے تحت مذہبیت کی دوکانداری اور خود ساختہ نبوت کا کاروبار چل نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے پاکستان کی یہ سب سے بڑی مذہبی گروہ اسلامی حکومت کا راستہ روکنے والوں کے ساتھ دوش بدوش کھڑا ہے۔

"معلوم ہوتا ہے کہ مرزا محمود صاحب کے بھی تھے ہیں"

جو مسلمان کو اس لئے کافر قرار دیتے ہیں۔ کہ ان کے خلاف قلمی جہاد کیا جائے۔ اور آپ کی ساری امت مجاہدین اسلام کی حیثیت سے خدا کے سامنے پیش ہو۔

(تسنیم ۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء)

ہم مدیر کوثر سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا یہ طریق سراسر دشمنان انبیاء علیہم السلام کا طریق نہیں ہے؟ قرآن کریم کے آئینہ میں اپنی شکل ملاحظہ فرمائیے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ ۔۔۔۔ الخ
عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا
رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ
إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا۔

اگر آپ کے دل میں ذرا سا بھی خدا ترس اور تلاش حق کا احساس ہوتا تو آپ جہاد کے متعلق اعتراضات کی صفائی دلائل سے کرتے۔ اور یا ہمیں غلط ثابت کرتے۔ یا ہمارے اعتراض کو درست تسلیم کر کے اپنے غلط نظریہ کی ترمیم کرتے۔ مگر آپ نے حق پسندی اور نیکی کا یہ سیدھا طریق تو اختیار نہ کیا۔ مگر مسلمانوں میں احمدیت کے خلاف غلط فہمیاں پھیلانے کے لئے وہی فقرہ بازی کا احراری طریق اختیار کیا۔ جس کی طرف آپ کا فطری رجحان ہے۔ اور جو آپ نے اپنی بوقلموں زندگی کے کانگرسی دور میں اخذ کیا۔ اور اب فطرت ثانیہ بن چکا ہے۔

(۳)

باقی موجودہ مسلمانوں کے متعلق جو کچھ آپ نے یا مودودی صاحب نے اپنی تحریروں میں بیان کی ہے۔ اسکو ادا کرنے کے لئے لفظ "کافر" بھی تنگ داماں نظر آتا ہے۔ مودودی صاحب آپ اور آپ کے دوستوں کی تحریریں ان بے پناہ خطابوں سے بھری پڑی ہیں۔ جو آپ ہمیشہ ان کو دیتے رہے ہیں اور دیتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ تسنیم کے اسی پرچہ میں مودودی صاحب نے مسلمانوں کو جنہوں نے آپ کی رائے نہ مانی اس طرح یاد فرمایا ہے۔

"یہ وہی بات تھی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں قریش کے لوگوں سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں کلمہ لے کر آیا ہوں کہ اگر اسے لے لو تو عرب اور عجم سب تمہارے زیر نگیں ہو جائینگے۔ لیکن مسلمانوں نے اس مشورے میں وہی خطرہ محسوس کیا۔ جو قریش نے محسوس کی تھا۔ کہ اِنْ نَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا۔ یعنی اگر ہم اس راہ عمل کو اختیار کر لیں۔ تو اس سرزمین میں ہمارا کوئی ٹھکانا نہ رہے۔"

تسنیم ۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء

کیا اس کے صاف یہ معنے نہیں کہ یہ مسلمان کفار قریش کی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ تسنیم کے اسی پرچے کے تمام مضامین اسی سپرٹ میں لکھے گئے ہیں۔ کہ اگر کوئی اسلام کا واحد اجارہ دار ہے۔ تو وہ مودودی صاحب مدیر کوثر اور ان کے دوست ہیں۔ باقی تمام مسلمان مشرک، کافر اور خدا جانے کیا کیا ہیں۔ کیا آپ کا خیال ہے۔ کہ مسلمان آپ کے لفظی پردے کو اٹھا کر اپنے متعلق آپ کی رائے کا صحیح چہرہ نہیں دیکھ سکتے۔ اگر آپ کا یہ خیال ہے۔ تو آپ اپنے نفس کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

اور پھر مسلمان آپ کو خوب پہچانتے بھی ہیں۔ آپ کتنے بھی لمبے لمبے دین کے جبّے اور شملہ بمقدار علم عمامے پہن کر آئیں۔ وہ آپ کو بھول نہیں سکتے۔ جو لوگ کانگرس کے خوان نعمت کے مزے اڑا چکے ہوں۔ ان کو غریب مسلمانوں کے سوکھے ٹکڑے کہاں پسند آسکتے ہیں۔ فقیر ایپیوں۔ خان عبد الغفار خانوں، نہروں اور پٹیلوں کے ہمنشیں اور ہمراز محمودوں اور جناحوں کو کیا سمجھتے ہیں۔ کجا وسیع و عریض ہندو یونین جس کے خزانے لعلوں اور جواہرات سے جگمگ جگمگا کر رہے ہیں۔ اور کجا لنڈورا پاکستان جس کی جیب میں نام کو کوڑی بھی نہیں۔ مدیر کوثر کی خشک آنکھ سے تسنیم کا سا دریائے عظیم کس طرح جاری ہو سکتا ہے۔ جب تک برہما جی کی جٹوں کے بحر بیکراں سے جذب نہ کیا ہو۔ (باقی)

رباعی

مجھ خطا کار سے جو نہی کوئی بھول ہوتی ہے
جس سے یہ طبع حزیں اور ملول ہوتی ہے
جی میں آتا ہے کہ پوچھوں کسی تائب سے حسنؔ
کیسی ہوتی ہے وہ توبہ جو قبول ہوتی ہے

حسن رہتاسی

تصحیح

۲۲ جولائی کے الفضل میں ثاقب زیروی صاحب کی نظم "یاد" میں پہلے شعر کا دوسرا مصرعہ غلط چھپ گیا ہے۔ اسے یوں پڑھا جائے۔

جس نے حریم عرش بریں کو ہلا دیا

(ادارہ)

ہماری روزانہ دعائیں کیا ہونی چاہئیں؟

دعاؤں کے متعلق اسلام کا ایک جامع نظریہ

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے اسلام کا مرکزی نقطہ خدا تعالیٰ کی ذات والاصفات ہے۔ مگر بعض دوسرے مذہبوں کی طرح اسلام خدا تعالیٰ کے وجود کو محض فلسفیانہ رنگ میں پیش نہیں کرتا۔ کہ ایک دور دراز کی ہستی کی طرف اشارہ کر کے کہدے کہ اس پر ایمان لاؤ اور بس۔ بلکہ وہ اس خالق و مالک ہستی کو ہمارے تعلقات اور ہماری توجہات کا مرکز قرار دیتا ہے۔ اور ہم سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ہم خدا کی ذات پر صرف ایمان ہی نہ لائیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کریں۔ اور اسے اپنی تمام توجہات کا مرکز بنائیں۔ اور پھر اسلام خالق و مخلوق کے اس عملی تعلق کو دونوں جہت سے قائم فرماتا ہے۔ یعنی خدا کی طرف سے بھی اور بندے کی طرف سے بھی۔ خدا کی طرف سے یہ تعلق تین صورتوں میں قائم کیا گیا ہے۔ اوّل بندوں کی بہبودی کے لئے خدا کی طرف سے احکام شریعت کا نازل ہونا تاکہ بندے ان احکام پر عمل کر کے اصلاح اور ترقی کے رستہ پر گامزن ہوں دوم۔ بندوں کے نیک اعمال پر اچھے نتائج مترتب کرنا اور بد اعمال پر تادیب اور سزا کا طریق اختیار کرنا تاکہ لوگوں کو اپنے اعمال کی اصلاح کیلئے صرف اخلاقی تحریک ہی نہ رہے بلکہ ایک باقاعدہ ضابطہ اور نظام قائم ہو جائے سوم۔ بندوں کی دعاؤں کو قبول کر کے انہیں تکالیف سے بچانا یا انعامات کا وارث بنانا۔ اس کے مقابل پر بندوں کی طرف سے بھی یہ تعلق تین صورتوں میں قائم ہوتا ہے۔ اوّل۔ خدا کی طرف سے نازل شدہ احکام کی فرمانبرداری۔ دوم ذکر الٰہی اور عبادات میں شغف سوم۔ اپنی ذاتی یا خاندانی یا قومی ضرورتوں کے متعلق خدا کے حضور دعائیں۔ اس دہرے نظام نے اسلام میں خدا کے وجود کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر قائم کر دیا ہے۔ جو ہر آن ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہماری زندگیوں کا کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا۔ جس میں ہمارا خدا ہمیں کچھ دے نہ رہا ہو۔ یا ہم اپنے خدا سے کچھ لے نہ رہے ہوں۔

مگر اس جگہ میرا یہ نوٹ صرف دعاؤں کے مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دعاؤں کے بھی صرف اس حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جو ہماری روزانہ دعاؤں سے وابستہ ہے یعنی اس جگہ مجھے دعاؤں کا فلسفہ بیان کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ ہمیں اپنی خاص ضرورتوں کی دعاؤں کے علاوہ کون کون سی اصولی دعائیں کرنی چاہیئے۔ جن کا روزانہ التزام ہماری ذاتی اور خاندانی اور دینی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ مگر اس جگہ بھی میں ایک مختصر تمہید کے طور پر تین اصولی باتیں بیان کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کے بغیر دعاؤں کا مضمون سمجھنا مشکل ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے :-

قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعائکم (سورۂ فرقان ع۶)

"یعنی اے رسول لوگوں سے کہدے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوں۔ تو خدا تعالیٰ تمہاری کیا پرواہ کرتا ہے"۔ اس آیت سے پتہ لگتا ہے۔ کہ دعا ہی وہ سب سے زیادہ ضروری اور پختہ زنجیر ہے۔ جو انسان کو خدا کے ساتھ ملاتی۔ اور اس کی رحمت کی جاذب بناتی ہے۔ چنانچہ اس آیت کی تشریح میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الدعاء مخ العبادۃ (ترمذی)

"یعنی دعا تمام عبادتوں کی جان ہے۔ جس طرح کہ ہڈی کی جان اس کے اندر کا گودا ہوتا ہے"۔

دوسری اصولی بات یہ ہے کہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ سچے اور باعمل مومنوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے :-

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی (سورہ بقرہ ع۲۳)

"یعنی میں جو دنیا کا خالق و مالک ہوں ہر دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ مگر ضروری ہے۔ کہ لوگ بھی میرے احکام کو مانیں۔ اور مجھ پر ایمان لائیں"۔ اور اس آیت کی تشریح میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما من مسلم یدعو بدعوۃ لیس فیہا اثم ولا قطیعۃ رحم الا اعطاہ اللہ بہا احدی ثلاث۔ اما یعجل لہ دعوتہ واما ان یدخرہا لہ فی الاٰخرۃ واما ان یصرف عنہ من السوء مثلہا (مسند احمد)

"یعنی جب کوئی مومن مسلمان خدا سے کوئی دعا کرتا ہے۔ تو اگر اس کی یہ دعا کسی قسم کے گناہ یا قطع رحمی کے مضمون پر مشتمل نہ ہو۔ تو خدا اس کی دعا کو تین صورتوں میں سے کسی نہ کسی صورت میں ضرور قبول فرما لیتا ہے۔ یعنی (اوّل) یا تو وہ اسے اسی دنیا میں ظاہری صورت میں قبول کر کے بندہ کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔ اور یا (دوم) اسے آخرۃ کے لئے دعا کرنے والے کے واسطے اپنے پاس ذخیرہ کر لیتا ہے۔ اور یا (سوم) اگر اس دعا کو قبول کرنا کسی صورت میں بھی قرین مصلحت نہ ہو۔ تو اس کے مقابل پر دعا کرنے والے سے کسی ملتی جلتی تکلیف یا نقص کو دور فرما دیتا ہے"۔ گویا ہر مومن کی دعا لازماً قبول ہوتی ہے۔ گو اس کی قبولیت کی صورتیں مختلف ہو سکتی ہیں۔

تیسری اصولی تعلیم دعا کے متعلق اسلام یہ دیتا ہے۔ کہ ایک تو اس میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔ اور دوسرے کوئی دعا شک اور بدظنی کے الفاظ میں نہ کی جائے۔ بلکہ یقین اور امید سے پُر دل کے ساتھ کی جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

انہ یستجاب لاحدکم ما لم یعجل فیقول قد دعوت ربی فلم یستجب لی (مسند احمد)

واذا دعا احدکم فلیعزم المسئلۃ ولا یقولن ان شئت فاعطنی فانہ لا مستکرہ لہ (بخاری)

"یعنی خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دعا کو ضرور سنتا ہے۔ بشرطیکہ وہ جلد بازی سے کام لے کر یہ نہ کہنے لگ جائے۔ کہ میں نے اتنا عرصہ دعا کر کے دیکھ لیا۔ مگر خدا نے میری دعا نہ سنی اور جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرنے لگے۔ تو اسے چاہیئے کہ اپنے سوال پر پختگی اور یقین کے ساتھ قائم ہو۔ اور دعا میں اس قسم کے الفاظ نہ کہے کہ خدایا اگر تو پسند کرے۔ تو میری اس دعا کو قبول کر۔ کیونکہ خدا کسی کے ماتحت نہیں۔ وہ بہر حال دعا کو اسی صورت میں قبول کریگا۔ جسے وہ پسند کرتا ہے۔ کیونکہ اسے کوئی شخص کسی خاص طریق کے اختیار کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔ مگر تم خواہ نخواہ مشروط اور ڈھیلے ڈھالے الفاظ بول کر اپنی دعا کے زور اور اپنے دل کی توجہ کو کمزور کیوں کرتے ہو"۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد جو دعا کا اسلامی فلسفہ سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری روزمرہ کی دعائیں کن مضامین پر مشتمل ہونی چاہیئے۔

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جو خالق فطرت ہے۔ اور جانتا ہے کہ انسان کو دنیا میں ہر قسم کی ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں۔ یعنی دینی بھی اور دنیوی بھی ذاتی بھی اور خاندانی بھی ملکی بھی اور ملی بھی۔ اور پھر حال سے تعلق رکھنے والی بھی اور مستقبل سے تعلق رکھنے والی بھی۔ اس نے انسان کی دعاؤں کو کسی ایک خاص میدان کے ساتھ وابستہ نہیں کیا۔ بلکہ اسے اجازت دی ہے۔ کہ وہ اپنی ہر قسم کی ضرورت کے لئے خدا کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ لیکن اکثر لوگوں میں یہ کمزوری پائی جاتی ہے۔ کہ جو فوری اور وقتی ضرورت ان کے سامنے ہو۔ وہ اسکے سوا باقی تمام باتوں کو بھول جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص پر کوئی سنگین مقدمہ دائر ہے۔ تو بسا اوقات وہ اپنے اضطراب میں اپنی ساری دعائیں اس مقدمہ کی کامیابی کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ اور اس بات کو بھول جاتا ہے۔ کہ اس پر اس کے علاوہ بھی بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ بے شک فوری اور وقتی ضرورت بعض اوقات مقدم ہو جاتی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ایسے حالات میں دوسری دعاؤں کو بالکل ہی بھلا دیا جائے۔ اس لئے ہمارے علیم و حکیم خدا نے جو انسان کی کمزوریوں کو جانتا ہے۔ نماز میں لازماً ایسی دعائیں شامل کر دی ہیں۔ جو ہر مومن کو ہر حال میں یاد رکھنی پڑتی ہیں۔ مثلاً صراط مستقیم کی طرف ہدایت پانے کی طلب اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی دعا وغیر ذالک یا چونکہ نماز میں قرآن شریف کی تلاوت ضروری رکھی گئی ہے۔ اس لئے بعض ضروری دعاؤں کو قرآن شریف میں شامل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ اس ذریعہ سے وہ مومنوں کے سامنے آتی رہیں۔ مگر پھر بھی کئی لوگ اپنی فوری اور قریب کی ضرورتوں میں اتنے منہمک ہو جاتے ہیں کہ ان کے علاوہ ان کی نظر کسی اور بات کی طرف نہیں اٹھتی۔ پس میں نے ضروری خیال کیا۔ کہ اپنے دوستوں کو بعض ان دعاؤں کی طرف توجہ دلا دوں جو انہیں لازماً مانگنی چاہیئے۔ اور جن کے بغیر جماعت کی ترقی محال ہے۔

(۱) سو جاننا چاہیئے کہ سب سے پہلی دعا سورۂ فاتحہ کی جامع دعا ہے۔ جسے ام القرآن کا لقب عطا کیا گیا ہے۔ اس کے یہ الفاظ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (یعنی اے خدا ہمیں سیدھے رستہ کی طرف ہدایت دے۔ اس ہی مبارک رستہ جس پر چل کر تیرے خاص بندے دین و دنیا کے انعام حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور خدایا ہم پر یہ بھی فضل فرما کہ ہم تیری ناراضگی کے موقعوں سے بچیں۔ اور ایک دفعہ سیدھا رستہ پا کر پھر کبھی گمراہ نہ ہوں) یہ ایک نہایت ہی جامع دعا ہے۔ جو دراصل ہر دینی اور دنیوی ضرورت کے موقعہ پر مانگی جا سکتی ہے۔ اور اسی لئے اس دعا کو نماز کی ہر رکعت میں ضروری قرار دیا گیا ہے

اور حضرت مولوی شیر علی صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ فاتحہ کو ہر دوسری دعا کی تمہید کے طور پر بھی لازماً پڑھا کرتے تھے۔ یعنی خواہ دعا کوئی کرنی ہو اس سے پہلے سورۃ فاتحہ ضرور پڑھتے تھے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تو سب جانتے ہیں کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب یعنی سورہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نماز کہلانے کی حقدار نہیں۔

(۲) سورۃ فاتحہ سے اتر کر دوسری ضروری دعا درود ہے یعنی اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد والی مسنون دعا۔

اس دعا کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہے کہ خدا نے جس طرح ہر نماز کے شروع میں سورۃ فاتحہ کو رکھا ہے اسی طرح ہر نماز کے آخر میں درود کو لازمی قرار دیا ہے۔ گویا یہ دو کونے کے پتھر ہیں جن سے نماز کی عمارت کو مکمل کیا گیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ درود کی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی ذاتی دعا نہیں ہے (اور اگر ذاتی بھی ہو تو یہ دعا آپ کی شان کے بالکل شایان ہے) بلکہ ایک عظیم الشان قومی اور دینی دعا ہے۔ جس میں اسلام کی غیر معمولی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اسی لئے جب ایک صحابی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا کہ یا رسول اللہ میں درود کو اپنی دعاؤں میں کتنا حصہ دیا کروں؟ کیا میں اسے ایک چہارم حصہ دیدوں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں اور اگر ممکن ہو تو اس سے زیادہ۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اسے نصف حصہ دیدوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اور اگر ممکن ہو تو اس سے زیادہ۔" اس نے کہا تو پھر یا رسول اللہ میں آئندہ اپنی دعائیں آپ پر درود بھیجنے کے لئے ہی وقف کر دونگا۔ آپ نے فرمایا "ہاں یہ اچھا ہے۔ بشرطیکہ تم ایسا کر سکو"۔ اس ارشاد سے آپ کا منشاء یہ تھا کہ اگر انسان اپنی ساری کی ساری دعائیں درود یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی بلندی اور اسلام کی ترقی کے لئے ہی وقف کر سکے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ کیونکہ پھر ایسے شخص کے کاموں کا خدا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ گویا درود ایک دوہری قسم کی دعا ہے۔ بلا واسطہ وہ دعا ہے اسلام کی ترقی کی اور بالواسطہ وہ دعا ہے۔ خود دعا کرنے والے کے حق میں۔ مگر اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں یہ اشارہ بھی فرمایا ہے کہ انسان اپنی فطرت کے تحت مجبور ہے کہ کچھ دعائیں براہ راست اپنی ضرورتوں کے لئے بھی کرے یا کم از کم یہ کہ اکثر لوگ براہ راست ذاتی دعا کے بغیر تسلی نہیں پا سکتے اور یقیناً اسلام اس سے منع نہیں کرتا۔ اسی طرح تذکرہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات درود پڑھنے کا التزام کیا۔ اور بے شمار دفعہ درود پڑھا گیا۔ جس کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا کے فرشتے بڑی بڑی مشکیں اٹھا کر میرے مکان میں لاتے ہیں۔ جو نور سے بھری ہوئی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجے تھے (تذکرہ صفحہ ۴۷) اس سے پتہ لگتا ہے کہ جو شخص درود پڑھتا ہے خدا اس کے اس فعل پر اتنا خوش ہوتا ہے۔ کہ درود کے اصل مقصد کے علاوہ اسے ذاتی طور پر بھی اپنے انعاموں سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ درود صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے دعا نہیں۔ بلکہ خود دعا کرنے والے کے لئے بھی دعا ہے۔

(۳) تیسری دعا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجنا ہے۔ جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہیں کہ احمدیت کی ترقی کے لئے دعا مانگی جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فتویٰ کے مطابق اگر کوئی شخص پسند کرے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درود میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درود کو شامل کر سکتا ہے۔ اور اس کے لئے یہ الفاظ مناسب ہیں کہ اللھم صلے علی محمد وعلی آل محمد وعلی عبدک المسیح الموعود وبارک وسلم۔ لیکن اگر الگ الگ درود بھیجا جائے تو وہ بھی بالکل درست اور مناسب ہے۔ مگر بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجنے کا التزام بھی نہایت ضروری ہے۔

(۴) چوتھی دعا جس کے متعلق میرے خیال میں التزام ضروری ہے۔ وہ اپنی زبان میں اسلام اور احمدیت کی ترقی کی دعا ہے۔ درود کی دعا عربی میں ہے اور بالواسطہ ہے۔ مگر انسانی فطرت اپنی زبان میں براہ راست دعا کا تقاضا بھی کرتی ہے۔ جس کے بغیر عام لوگوں کے دل میں پوری توجہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنی روزمرہ کی دعاؤں میں درود کے علاوہ بھی اسلام اور احمدیت کی ترقی کی دعاؤں کو شامل کریں۔ تا کہ اسلام کے رستہ میں جو روکیں ہیں۔ خدا انہیں دور فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے اس کی ترقی کے سامان پیدا کرے اور اس ترقی کی جدوجہد میں ہمیں بھی حصہ لینے کی توفیق دے۔ جہاں تک قومی دعاؤں کا تعلق ہے عربی میں درود کے علاوہ سورہ بقرہ رکوع ۱۵ اور بقرہ رکوع ۴۰ اور آل عمران رکوع ۱۵ اور آل عمران رکوع ۲۰ اور فرقان رکوع ۶ کی دعائیں بہت مبارک ہیں۔ اور اپنی زبان میں تو جس طرح بھی کسی کو پسند ہو دعائیں مانگے۔

(۵) پانچویں دعا جو ہماری روزمرہ کی دعاؤں میں لازماً شامل ہونی چاہیئے۔ وہ خلیفہ وقت یعنی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق دعا ہے۔ یہ بھی دراصل ایک قومی اور دینی دعا ہے اور اس میں ان احسانوں کے شکرانہ کا پہلو بھی شامل ہے۔ جو حضور کی ذات سے جماعت کو پہنچ چکے ہیں یا پہنچ رہے ہیں۔ وقال اللہ تعالےٰ لئن شکرتم لازیدنکم۔ حضور کی صحت کے لئے درازی عمر کے لئے۔ حضور کے کاموں میں خدا کی نصرت اور برکت کے لئے اور حضور کے ارادوں میں کامیابی کے لئے لازماً دعا ہونی چاہیئے۔ یہ ایک بھاری جماعتی فرض ہے جو ہر احمدی پر عائد ہوتا ہے۔

(۶) چھٹی دعا حضرت ام المومنین اطال اللہ ظلہا کے متعلق ہے۔ جس کی اہمیت کے سمجھنے کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ جیسا کہ تذکرہ کے مطالعہ سے ثابت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی دعاؤں میں حضرت ام المومنین کو بہت بھاری حصہ عطا فرمایا ہے اور ویسے بھی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے قریب ترین پہلوؤں کی واحد یادگار ہیں اور ان کے وجود کے ساتھ جماعت کے لئے بہت سی برکتیں وابستہ ہیں۔

(۷) ساتویں دعا جماعت کے ان کارکنوں کے لئے ہونی چاہیئے۔ جو قولاً یا عملاً اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں مثلاً سلسلہ کے مبلغین اور دوسرے مرکزی یا مقامی کارکن خواہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے کارکن ہیں یا تحریک جدید کے۔ ایسی دعا بھی دراصل جماعتی دعا ہے۔ اور اس میں شکرانہ کا پہلو بھی شامل ہے۔ اور جو شخص اپنی دعاؤں میں سلسلہ کے کارکنوں کو بھولتا ہے۔ وہ ایک فرض شناس احمدی نہیں سمجھا جا سکتا۔ اسی طرح بیرونی مبلغوں اور دوسرے کارکنوں کے اہل وعیال کے لئے بھی دعا کرنی ضروری ہے۔

(۸) آجکل کے حالات کے لحاظ سے قادیان کی بحالی کی دعا بھی لازماً ہماری روزانہ دعاؤں کا حصہ بننی چاہیئے۔ مگر اس دعا میں یہ پہلو ضرور مدنظر ہے کہ خدا ہمیں ایسے رنگ میں قادیان واپس دلائے کہ ہم اس میں اپنے جماعتی پروگرام کو کامل آزادی اور کامل حفاظت کے ساتھ چلا سکیں۔ اسی طرح جو دوست آجکل قادیان میں درویش بن کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کرنا ہمارا جماعتی فرض ہے اور ان کے واسطے دعا کرتے ہوئے ان کے اہل وعیال اور عزیزوں کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا چاہیئے

ومن لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔

(۹) اسی طرح ہر مومن کا فرض ہے کہ اپنی دعاؤں میں اپنے والدین اور اپنی اولاد اور اپنی رفیقۂ حیات بیوی کو بھی لازماً شامل کرے۔ قرآن شریف نے والدین اور اولاد کے متعلق ایک دعا سکھائی ہے جو بہت مبارک اور جامع ہے اور میں اسے اکثر یاد رکھتا ہوں۔ وہ دعا یہ ہے۔

رب اوزعنی ان اشکر نعمتک
التی انعمت علی وعلی والدی وان
اعمل صالحاً ترضاہ واصلح لی فی
ذریتی انی تبت الیک وانی من
المسلمین (سورہ احقاف رکوع ۲)

"یعنی خدایا مجھے توفیق دے کہ میں اس نعمت کا شکر ادا کر سکوں۔ جو تو نے مجھ پر کی ہے اور اس کا بھی جو تو نے میرے والدین پر کی ہے۔ اور یہ کہ میں ایسے اعمال صالحہ بجا لاؤں جن سے تو راضی ہو اور اے میرے آقا تو میری اولاد کو بھی نیکی کے رستہ پر قائم کر۔ میں تیری طرف توجہ کے ساتھ رجوع کرتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔"

اس کے علاوہ والدین کے لئے یہ دعا بھی بہت خوب ہے کہ:۔

رب ارحمھما کما ربیانی صغیراً
(بنی اسرائیل رکوع ۳)

"یعنی میرے رب تو میرے والدین کو اسی طرح اپنی حفاظت اور رحمت کے سایہ میں لے۔ جس طرح حفاظت اور شفقت سے انہوں نے مجھے بچپن میں پرورش کیا"۔ اسی طرح اولاد کے لئے دعا کرنا بھی نہایت ضروری اور اہم ہے اور دراصل یہ ایک بھاری قومی خدمت ہے اگر ہم اپنی اچھی تربیت اور اپنی متضرعانہ دعاؤں سے اپنی اولاد کو نیکی کے رستہ پر ڈال سکیں اور اس دنیا کو چھوڑتے ہوئے ہمیں یہ تسلی ہو کہ ہم اپنے پیچھے عالم باعمل اولاد چھوڑ رہے ہیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی۔ اور قومی ترقی کا بھی اس سے بڑھ کر کوئی اور ذریعہ نہیں کہ ہر اگلی نسل کا قدم موجودہ نسل سے آگے ہو اگر ہمارے سارے بچے علم اور عمل میں ہم سے آگے ہوں یا کم از کم ہر احمدی کی اولاد کا ایک حصہ اس سے آگے ہو یا کم از کم بحیثیت مجموعی جماعت کے معتدبہ بچے موجودہ نسل سے آگے ہوں (علم میں بھی اور عمل میں بھی) تو خدا کے فضل سے جماعت کا مستقبل محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس اولاد کے لئے دعا کرنا بھی نہایت ضروری ہے اور اس کی طرف سے ہرگز غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ اسی طرح بیوی کے واسطے دعا کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ کیونکہ ایک تو وہ ہماری رفیقۂ حیات ہے اور دوسرے اس کی آغوش میں قوم کے نونہال پرورش پاتے ہیں۔ اس کے واسطے یہ قرآنی دعا بہت خوب ہے کہ

ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریاتنا
قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما
(سورہ فرقان رکوع ۶)

(باقی صفحہ ۷ پر)

اناجیل سے روزہ کے خارج کرنے کی ناکام کوشش

عیسائی پادریوں کی تحریف کا ناقابل انکار ثبوت

از مکرم مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری پرنسپل جامعۃ المبشرین

۱

انجیل متی میں لکھا ہے کہ:-

"اس وقت یوحنا کے شاگردوں نے اس کے پاس آکر کہا کیا سبب ہے کہ ہم اور فریسی تو اکثر روزہ رکھتے ہیں۔ اور تیرے شاگرد روزہ نہیں رکھتے؟ یسوع نے ان سے کہا کیا براتی جب تک دولہا ان کے ساتھ ہے ماتم کر سکتے ہیں؟ مگر وہ دن آئینگے کہ دولہا ان سے جدا کیا جائیگا۔ اس وقت وہ روزہ رکھیں گے۔" (متی ۹/۱۴-۱۵)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کے اتباع روزہ نہ رکھتے تھے۔ اور یہ امر یہود کی نظر میں قابل اعتراض تھا۔ یسوع نے اس اعتراض کا یہ جواب نہیں دیا کہ روزہ تو فرض ہی نہیں۔ یا اب شریعت پر عمل کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس اقتباس میں جو جواب ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ وہ صرف ایک وقتی معذرت یا نیم اعتراف غلطی ہے۔ فقرہ "اس وقت وہ روزہ رکھیں گے" روزہ کے واجب ہونے پر۔ واضح دلیل ہے۔ عیسائیوں نے جس طریق سے روزہ کو انجیل سے خارج کیا ہے۔ اس کے لئے مندرجہ ذیل بیان توجہ سے ملاحظہ فرمائیں

۲

انجیل متی، لوقا اور مرقس میں ذکر ہے کہ مسیح کے شاگرد ایک بدروح کو نکال نہ سکے۔ مسیح نے آکر نکال دی اس پر تنہائی میں شاگردوں نے دریافت کیا کہ ہم اس بدروح کے نکالنے پر کیوں قادر نہ ہو سکے؟ مسیح نے جواب دیا کہ:-

الف "اپنے ایمان کی کمی کے سبب۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائیگا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی" (متی ۱۷/۲۰)

(ب) "فقال لھم ھذا الجنس لا یمکن ان یخرج بشئی الا بالصلوٰۃ والصوم" (مرقس ۹/۲۹)

ترجمہ "اس نے ان سے کہا کہ اس جنس کا نکالنا روزہ اور نماز کے بغیر ناممکن ہے"

لوقا کی انجیل میں خلوت کی یہ گفتگو سرے سے ندارد ہے

۳

یسوع کے شاگرد بدروح کو نکالنے پر قادر نہ ہو سکے کیونکہ ان میں ایمان کی کمی تھی ان میں رتی بھر ایمان بھی نہ تھا۔ وہ نماز و روزہ کے پابند نہ تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے اس جواب سے عیاں ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے نماز و روزہ کے تارک ہونے کو سخت ناپسند کرتے تھے اور اس پر انہیں زجر بھی کیا کرتے تھے۔ اس جواب کی موجودگی میں متی کی دولہا والی تاویل حضرت مسیح ؑ کا مقولہ قرار نہیں دی جا سکتی۔ نیز روزہ و نماز کی فرضیت بھی آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے۔ عیسائیوں نے جب شریعت کو لعنت قرار دیا۔ اور اعمال سے انحراف کیا تو پھر انہوں نے روزہ والی آیت میں خطرناک تحریف کی۔ جس کا مختصر خاکہ حسب ذیل ہے کہ:-

اوّل تو انہوں نے متی باب ۱۷ آیت ۲۱ کو بالکل حذف کر دیا۔ اب انگریزی اور اردو نسخوں میں متی کے سترھویں باب کی آیت ۲۰ و آیت ۲۲ تو موجود ہیں مگر آیت ۲۱ مطبوعہ نسخوں سے خارج کر دی گئی ہے آیت ۲۱ پرانے نسخوں میں یوں موجود تھی۔

"Howbeit this Kind Goeth not out but by prayer and fasting"

مگر اب متی کی انجیل میں یہ آیت سرے سے موجود ہی نہیں

دوم۔ مرقس ۹/۲۹ کو تبدیل کر کے اسکا ترجمہ یوں کر دیا گیا کہ:-

"اس نے ان سے کہا کہ یہ قسم دعا کے سوا کسی اور طرح نہیں نکل سکتی"

انگریزی کے پرانے نسخوں میں مرقس ۹/۲۹ کی عبارت یہ ہے:-

"And he said unto them, this Kind can come forth by nothing, but by prayer and fasting"

مگر ۱۹۰۱ء کے انگریزی نسخوں میں یہی آیت یوں درج ہے کہ:-

"And he said unto them, this Kind can come out by nothing, save by prayer"

کتنی واضح تحریف ہے کیا اب بھی عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ ہم پر انجیل میں تحریف کرنے کا یونہی الزام لگایا جاتا ہے

۳

بعض ہوشیار پادری کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسلمان یونہی نمبر (۱) کی غلطی کو تحریف کہنے لگ جاتے ہیں یہ تو از قسم سہو کاتب ہے اسے تحریف کہنا درست نہیں۔ بعض کہہ دیتے ہیں کہ دراصل روزہ و نماز والی آیت موجود ہی نہ تھی۔ لیکن ایسے لوگوں پر اتمام حجت کے لئے کچھ تو بائیبل کے پرانے انگریزی نسخے کام آسکتے ہیں اور ایک جواب یہ ہے کہ عربی بائیبل میں ابھی تک متی اور مرقس والی آیتوں میں نمبر بھی موجود ہے اور آیتوں میں روزہ اور نماز کا صاف لفظ بھی موجود ہے۔ چنانچہ عربی انجیل میں متی ۱۷/۲۱ کے الفاظ یہ ہیں:-

"واما ھذا الجنس فلا یخرج الا بالصلوٰۃ والصوم"

مرقس ۹/۲۹ کے الفاظ یہ ہیں۔

"فقال لھم ھذا الجنس لا یمکن ان یخرج بشئی الا بالصلوٰۃ والصوم"

پس عیسائی پادری اپنی تحریف کی کوشش میں ناکام رہے ہیں اور انہیں ماننا پڑے گا کہ انجیل میں حضرت مسیح ؑ کا یہ قول موجود ہے۔ کہ ایماندار کے لئے نماز اور روزہ ضروری ہے جو پادری ہو کر نماز و روزہ کے پابند نہیں وہ ہرگز ایماندار نہیں اور جنہوں نے اناجیل میں سے نماز اور روزہ کے خارج کرنے کی کوشش کی ہے ان کے بے ایمان ہونے میں تو شبہ ہی نہیں۔ حضرت مسیح ؑ نماز و روزہ کے پابند تھے اور ان کے شاگرد بالالتزام ایسا نہ کرتے تھے۔ اسی لئے اس بدروح کے نکالنے پر شاگرد قادر نہ ہو سکے اور حضرت مسیح ؑ نے اسے نکال دیا روزہ انسان میں ایک قوت قدسیہ پیدا کرتا ہے اور شر کے مقابلہ کی قوت عطا کرتا ہے۔ مبارک وہ جو حقیقی روزہ دار ہیں۔ وہی دنیا میں خیر کو قائم کرنے والے ہیں۔ اور وہی آسمانی بادشاہت کے وارث ہوں گے۔

سادہ زندگی

از مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

مندرجہ ذیل اقتباسات دمشق کے ایک فاضل رفیق بک العظم مقیم مصر کی کتاب ۱۹۰۲ء سے لئے گئے ہیں "بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے۔ تو فرمایا میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ میرے عیال کے لئے کافی تھا۔ اب میں مسلمانوں کی خدمت کے لئے بالکل وقف ہوں۔ اسلئے میرے عیال کا صرفہ اسی میں سے لیا جائیگا۔ نزع کے وقت فرمایا اے بیٹی میں نے اپنی طاقت کے مطابق مسلمانوں کی بھلائی کی اور میں نے بیت المال سے اسی قدر لیا۔ جو میری بھوک کو روک سکتا اور بدن کو چھپا سکتا۔

حضرت ابوبکر کی بی بی نے مٹھائی کے متعلق فرمائش کی حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ اس کے لئے میرے پاس کوئی رقم نہیں۔ بیوی نے روزانہ اخراجات سے کچھ بچا کر جمع کرنا شروع کیا تا ایسی ضرورت کے وقت کام آئے آپ کو معلوم ہوا۔ تو رقم بیت المال میں جمع کرا دی اور اسی مقدار سے اپنے واجب میں کمی کرا دی۔ حضرت ابوبکر نے وصیت کی کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جاؤں۔ اور جو دو کپڑے پرانے ہیں ان کو دھو کر مجھے کفنایا جائے۔ کیونکہ نئے کپڑے کا حقدار زندہ بہ نسبت مردے کے زیادہ ہے۔ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں۔ اس وقت سے جو کچھ بیت المال سے میرے صرفہ میں آیا ہے وہ میرے مال سے ادا کر دیا جائے۔ شمار کرنے پر آٹھ ہزار درہم نکلے۔ آپ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مانند سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور موٹا جھوٹا کپڑا اور سامان استعمال فرماتے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تمام زینت کی اشیاء مسلمانوں کے لئے حلال کی ہیں۔ مگر یہ خیال تھا ایسا نہ ہو کہ مسلمان عیش و تنعم کی طرف راغب ہو جائیں اور سادگی سادہ روی چھوڑ کر غافل بنیں اور اسلامی مجاہدات میں کمزوری آ جائے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کے پاس عرب کے سردار اور اشراف اور روءسا امراء آئے تو ان کے لباس مرصع تھے اور ان کے سروں پر چمکدار تاج۔ مگر جب حضرت ابوبکرؓ کو بالکل سادہ لباس میں جسمیں پیوند بھی تھے دیکھا تو ان کا وقار دلوں میں بیٹھ گیا اور اچھے زریں لباس اتار دیئے۔ حمیری سردار جب آئے تو انکے ساتھ ایک ہزار غلام تھے۔ اور مرصع جوڑے زیب بدن کئے ہوئے جڑاؤ تاج سر پر رکھے مگر آپ کی سادگی دیکھ کر شرم آگئی تو لباس فاخرہ اتار پھینکے ایکدن [illegible] بکری کی کھال پہن رکھی تھی ہم قبیلہ لوگوں نے کہا ہم تو [illegible] رسوا ہو گئے۔ انہوں نے کہا شرم کی بات ہے اگر ہم اسلام لانے کے بعد خلافت و مہاجرین و انصار کا نمونہ دیکھتے ہوئے سادگی اختیار نہ کریں

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے کہ اکثر موٹے جھوٹے کپڑے پہنتے تھے اور اس میں بھی کوئی پابندی نہ تھی۔ وقت پر جو کچھ میسر ہوا اسے استعمال کر لیتے بازار سے اپنے ہاتھ سے سودا خرید کر لاتے خشک روٹی شکر اللہ کا ادا کر کے کھاتے۔ چٹائی پر سوتے۔ کسی نے آپ سے کہا آپ وقت کے بادشاہ ہیں بوریہ تبدیل کر لیجئے فرمایا۔ بھائی یہ ہمارا گھر نہیں ہے اصل گھر تو دار الآخرۃ ہے۔ ہم نے اپنا اسباب وہیں بھیج دیا ہے۔

مختصر حالات زندگی حضرت منشی محمد رحیم الدین صاحب رضی اللہ عنہ

متوطن حبیب والا ضلع بجنور (صحابی ۳۱۳ مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم)

از مکرم جناب محمد یامین صاحب تاجر کتب آف قادیان۔ مقیم کراچی

مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۴۷ء بروز جمعرات مطابق ۱۸ شوال ۱۳۶۶ھ کو آپ نے قادیان میں بعارضہ بخار و اسہال وفات پائی۔ آپ صحابہ سابقون الاولون میں سے تھے کثیر مجمع نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور مقبرہ بہشتی قطعہ خاص میں دفن کئے گئے قبلہ محترم بزرگ میری اہلیہ کے والد بزرگوار تھے۔ چنانچہ ۲۵ جنوری ۳۵ء جب کہ آپ کی عمر اس وقت ۷۲ سال تھی میں نے ان سے دریافت کر کے مختصر حالات زندگی اپنے طور پر نوٹ کر لئے تھے اور مجھ سے پہلے بھی مکرم محترم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کبیر نے مفصل واقعات زندگی قلم بند کئے تھے جو اب تک شائع نہیں ہو سکے اس طرح آپ کی وفات سے قبل غالباً سال دو سال پہلے مکرم عزیز ملک صلاح الدین صاحب مولوی فاضل ایم۔ اے نے جو آج کل قادیان میں بطور درویش مقیم ہیں بعض آپ کے تفصیلی حالات بغرض "سیرت صحابہ حضرت مسیح موعود" جمع کر رکھے ہیں۔ لیکن وہ بھی اب تک نہیں چھپے ہیں۔ چونکہ مختصر حالات کا مجھے بھی علم ہے۔ دوسرے بسبب قرابتی تعلقات مجھ پر واجب تھا۔ کہ میں آپ کی وفات کے بعد ہی شائع کراتا۔ لیکن فسادات اور انقلاب زمانہ اب تک مجھے فرصت نہ دے سکے۔ قادیان کے اکثر مقامی احباب آپ کے اخلاص اور بزرگانہ حیثیت سے واقف ہیں۔ آپ نہایت نیک سیرت متقی پرہیز گار صوم صلوٰۃ کے پابند تہجد گزار اور صالحانہ زندگی بسر کرنے والے تھے۔ وصیت میں آپ کا ابتدائی نمبر ہے۔ اور تحریک جدید کے علاوہ ہر مد میں خلوص دل سے ہر قسم کا چندہ باقاعدہ مقررہ وقت پر از خود ادا فرماتے محصل کو یاد دہانی کی بھی ضرورت پیش نہ آتی۔ ۲۷ء میں جب کہ مستقل رہائش کی غرض سے قادیان تشریف لائے۔ کچھ مدت میرے ہاں رہنے کے بعد فرمایا۔ میں اس طرح رہنا پسند نہیں کرتا میں اپنے گذارہ کے لئے بحمد للہ خود محنت کر سکتا ہوں۔ لہذا بابو محمد خورشید صاحب ایس ڈی او کے تمام بچے بچیوں کے آخر عمر تک اتالیق رہے اور ان سے اسی قدر ماہانہ مقرر کیا۔ جس قدر ضرورت سمجھی گئی۔ اگرچہ بابو صاحب موصوف زائد بھی دے سکتے تھے مگر آپ نے اسی پر قناعت فرمائی اور ان کو منع کر دیا۔ آپ کے دل میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بڑی محبت تھی اور حضور کا نہایت ادب و احترام کرتے آپ کو الہام اور سچی خوابیں بھی ہوا کرتی تھیں۔

بعض اوقات قصر خلافت میں جا کر حضور [illegible] کو سناتے اور حضرت نہایت توجہ اور غور سے سنتے لیکن قبلہ محترم کبھی اپنے الہام و رؤیا پر فخر و ناز نہ ہوتے بلکہ اکثر فرماتے کہ یہ خدا تعالیٰ کا فضل و کرم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمولیت کے طفیل ہے۔ قادیان سے ہمیشہ ہر سال ایک ماہ کی رخصت لے کر اپنے وطن بغرض تبلیغ جایا کرتے اور اس جگہ سارا وقت تبلیغ میں گزارتے۔ میں نے ہمیشہ غور کیا ہے کہ آپ صرف عبادت الٰہی یا ذکر اللہ یا تبلیغی اذکار کے ماسوا غیر متعلق امور کو سخت ناپسند کرتے۔ نہایت کم گو اور ذکر الٰہی اور دعائیں کرنے میں اپنے اوقات گذارتے۔ نماز با جماعت کے بڑے شائق تھے جو بھی سلسلہ احمدیہ کے اخبار رسالہ اشتہار و کتب شائع ہوتے ان کو توجہ سے پڑھتے بدوں ختم کئے نہ چھوڑتے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبوں لیکچروں کو بغور سنتے۔ چھپنے پر مکرر توجہ سے پڑھتے۔ حضرت اقدس کی کسی نہ کسی کتاب کا روزمرہ مطالعہ رکھتے۔ آپ کے تین لڑکے دو لڑکیاں اور اہلیہ بحمد للہ بقید حیات ہیں۔ آپ کی بینائی شنوائی اور ہوش و حواس میں کسی قسم کا فرق نہ تھا اور آپ نے ۸۴ سال کی عمر پائی

آپ نے مجھ سے احمدیت میں منسلک ہونے کے ابتدائی حالات اس طرح بیان فرمائے۔

۱۸۹۳ء میں جب کہ میں [illegible] جو کہ وہاں سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بسلسلہ ملازمت مقیم تھا۔ ان دنوں حضرت اقدس کا امرتسر میں عبد اللہ آتھم سے مناظرہ ہو رہا تھا۔ اور روزانہ روئیداد کے پرچے شائع ہوا کرتے تھے جگراؤں میں ایک صاحب اہلحدیث لدھیانہ کے باشندے حاجی محمد صاحب ٹھیکیدار رہتے تھے ان کے پاس روزانہ مباحثہ کی کارروائیوں کے پرچہ جات آیا کرتے۔ اور مجھے بھی دیکھنے کا موقع ملتا رہتا۔ وہ بڑی دلچسپی سے پڑھے جایا کرتے تھے حضرت اقدس کے مدلل و مسکت جوابات سے دلوں میں سرور اور مسرت رہتی۔ میں بھی اپنے دل میں ایک بشاشت اور شوق و ذوق اور ترتیب پاتا اور دلی خواہش سے لوگوں سے دریافت کرتا کہ یہ صاحب جو مسلمانوں کی طرف سے مقرر ہیں کیا ان کی کوئی تصنیف بھی ہے لیکن کسی سے پتہ نہ چلا۔ دل کی خلش بڑھتی گئی۔ کچھ مدت بعد خدا کے فضل و کرم سے اتفاقاً ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن جگراؤں کے سول ہسپتال میں تبدیل ہو کر آ گئے۔ تو کسی نے مجھ سے کہا کہ پچھلے سال امرتسر میں جن صاحب کا عیسائی سے مباحثہ ہوا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اس شخص کے مرید ہیں۔ چونکہ مجھے از خود ہی تلاش و تحقیقات تھی۔ اس لئے میں ان سے ملا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نہایت اخلاص محبت سے پیش آئے اور اکثر حالات ان کی زبانی معلوم ہوئے۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے حضرت اقدس کی بعض کتب مثلاً ازالہ اوہام۔ فتح اسلام توضیح مرام۔ آئینہ کمالات اسلام بغرض مطالعہ عطا فرمائیں۔ لہذا کتب کے مطالعہ سے فوراً ہی میرا شرح صدر ہو گیا اور میں نے بذریعہ خط بیعت کر لی۔ اور براہ راست حضرت اقدس سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضور بہ نفس نفیس اپنے قلم مبارک سے میرے خطوں کے جوابات عطا فرماتے اور لکھتے جب موقعہ ملے قادیان آؤ۔ حضرت اقدس کے اکثر خطوں کا ذخیرہ میرے پاس محفوظ تھا جن کو میں نہایت محبت اور احتیاط سے رکھا کرتا۔ لیکن افسوس ایک دفعہ سیلاب آنے کے باعث جب کہ میں اپنی جائے رہائش پر موجود نہ تھا۔ تمام اسباب کوٹھے سمیت رد برد ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں پہلی بار اگست ۱۸۹۴ء میں قادیان آیا۔ اور ایک ہفتہ قیام کے بعد واپس چلا گیا۔ چونکہ شرف ملاقات سے طبیعت سیر نہ ہوئی تھی۔ اس لئے فروری ۱۸۹۶ء میں دوسری بار آیا اور سارا مہینہ رمضان المبارک کا قادیان میں گذارا اور اکثر وعظ و نصائح اور خدا تعالیٰ کی طرف سے سلسلہ الہامات حضور کی زبان مبارک سے سننے۔ حضور نے ایک دن فرمایا کہ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ بعض سندھ پنجاب میں بدشکل کے پودے لگا رہے ہیں پوچھا تو فرمایا کہ یہ طاعون کے پودے ہیں جو اس ملک میں پھیلنے والی ہے۔ ایک دفعہ حضور نے سیر کو جاتے ہوئے فرمایا مجھ کو دکھایا گیا ہے۔ کہ قادیان اور دوسری گوبند پور کی آبادی مل کر ایک ہو جائے گی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس صدی کو انتخاب کیا ہے کہ اس میں کسی قسم کے مذہبی ناسخے کی روک ٹوک نہیں ہے۔ ایک روز جماعت کی ترقی کے متعلق فرمایا سورت یوسف میں ایک آیت ہے۔ حتیٰ اذا

اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا

کہ جس وقت تکذیب ہوتی ہے تو ترقی ہوتی ہے۔ ایک بار میری بچی کو شدید کھانسی ہوئی۔ صدہا علاج کئے۔ لیکن فائدہ نہ ہوا۔ جب حضور کو دعا کیلئے لکھا۔ بغیر دوا کے صحت ہو گئی۔ اسی طرح میرے گھر میں تشنج ہو گیا۔ تو حضور کو دعا کے واسطے لکھا۔ آپ نے جواب مرحمت فرمایا۔ استغفار اور درود شریف پڑھتے رہو۔ ہم دعا کریں گے۔ چنانچہ ہر قسم کے معالجات کرانے کے باوجود شفا نہ ہوئی۔ محض دعا سے صحتیابی ہو گئی۔ جس وقت گورداسپور میں کرم دین بھیں والا کا مقدمہ چل رہا تھا کسی نے مجھ سے کہا۔ کہ تمہارے امام کو سزا ہو جائے گی۔ مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ رب العزت میں دعائیں کیں۔ تو مجھے خواب میں معلوم ہوا کہ حضرت اقدس کا بال بھی بیکا نہ ہو گا ۱۸۹۹ء میں قادیان سے نکلنے والے تمام اخبار و رسائل و کتب و اشتہارات منگواتا رہا اور ہمیشہ حضرت اقدس سے خط و کتابت کا سلسلہ رکھتا رہا۔ اور کسی قسم کے چندے کی ادائیگی میں تساہل نہ کیا۔ اس لئے میری طبیعت ہر دم بشاش رہی اور روح میں تازگی رہتی گئی جب حضرت اقدس کا وصال ہوا۔ اور مجھے جگراؤں میں تیسرے دن اطلاع ہوئی تو بلا کسی تشویش علامہ حضرت نور الدین خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارک میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ اس طرح جب کہ خلافت ثانیہ قائم ہوئی۔ باوجودیکہ منکرین خلافت کے ٹریکٹ قبل از وقت پہنچے۔ مگر میں نے بحمد للہ اپنے رؤیا و مکاشفات کی بنا پر بلا کسی پس و پیش اور شک و شبہ فوراً بیعت خلافت کر لی۔ یہ سب خداوند کریم کے افضال و اکرام تھے۔ جو اس نے مجھے ہر انقلاب کے وقت ثابت قدم رکھا۔"

"اس جگہ خاکسار اپنا ایک واقعہ جو قبلہ محترم سے تعلق رکھتا ہے بیان کرتا ہے

جب کہ میری اہلیہ اول ۱۹۱۵ء میں فوت ہوئی تو میرے ایک دوست نے آپ کے ہاں تحریک کی چنانچہ قبلہ محترم نے جواب میں ارقام فرمایا کہ لڑکی کی والدہ کا دور دراز مقام پر رشتہ کرنا پسند نہیں کرتی۔ لیکن میں دو ماہ تک گھر جا کر مشورہ کے بعد اطلاع دوں گا۔ چنانچہ میں نے اس رشتہ کے لئے استخارہ کیا اور میں نے خواب میں اپنے آپ کو قبلہ محترم کے گھر میں دیکھا۔ اس لئے بحضور امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دعا و سفارش کی خاطر عرض کیا تو حضور پُرنور نے از راہ تلطف اپنے دست مبارک سے حسب ذیل تحریر لکھ کر عطا فرمائی۔ جو میں نے قبلہ محترم کو بھجوا دی۔

مکرم منشی صاحب۔ السلام علیکم۔ میاں محمد یامین بہت مخلص احمدی ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہو گا اپنے رشتہ داروں کی شدید مخالفت کے باوجود والدین وغیرہ کو بھی چھوڑ کر قادیان آ رہے ہیں۔ آپ کے ہاں ان کے رشتہ کی تجویز ہے۔ میں ان کی سفارش کرتا ہوں۔ بوجہ احمدیت لڑکی والوں کو بھی بہت سے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے آج کل ریل نے تمام فاصلوں کو نزدیک کر دیا ہے۔ پس اس کا کچھ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔

دعاگو مرزا محمود احمد

میں نے یہ واقعہ محض اس غرض سے .... بطور نمونہ رقم کیا ہے کہ اطاعت میں سبقت میں بیجانے والے ہی خدا تعالیٰ کے محبوب و مخلص کہلا سکتے ہیں

(بقیہ از صفحہ ۴)

"یعنی اے ہمارے آقا ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد کے معاملہ میں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمارے گھروں کو جنت کا ماحول حاصل کر کے ہمیں متقیوں کا امام بنا دے" چونکہ انسان اپنے اہل و عیال کا نگران ہوتا ہے۔ اس لئے لازماً امام کا لفظ بیوی اور بچوں دونوں سے متعلق سمجھا جائے گا۔ لہٰذا یہ دعا بھی ایک بہت جامع دعا ہے۔ اور ہر مومن کو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ قرآن شریف نے ایک دعا میں والدین اور اولاد کو اکٹھا بیان کیا ہے۔ اور دوسری دعا میں بیوی اور اولاد کو جمع کر دیا ہے۔ گویا اولاد کو دونوں کا مرکزی نقطہ رکھا ہے اور مستقبل کے لحاظ سے یہی درست ہے

(۱۰) اس کے بعد ذاتی دعائیں ہیں خواہ یہ دعائیں ہماری ذات سے تعلق رکھتی ہوں یا ہمارے دوستوں اور عزیزوں سے یا ہمارے ہمسایوں وغیرہ سے یہ دعائیں بھی ضروری ہیں اور در حقیقت یہ بات انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ کہ وہ اپنے آقا و مولا کے آگے اپنی تمام ضرورتوں کے لئے ہاتھ پھیلائے اور حق ہے کہ ہم اگر خدا کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے تو اور کس کے سامنے پھیلائیں گے خود ہمارے آقا (فداہ نفسی) نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ لا ملجاء ولا منجاء منک الا الیک "یعنی اے ہمارے خدا ہمارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور نہ کوئی مخلصی پانے کی راہ ہے سوائے اس کے کہ ہم تیرے دروازہ کا رخ کریں"۔ پس اپنی ہر ضرورت خدا سے مانگو اور ہر انعام خدا سے چاہو اور ہر تکلیف سے نجات کا رستہ خدا میں ڈھونڈو۔ کاش دنیا جانتی کہ ہمارے خدا کی قدرت کتنی زبردست ہے اور اس کی رحمت کتنی وسیع ہے۔ میرا دل ایک عجیب قسم کی کیفیت محسوس کرتا ہے اور میری زبان تسبیح و تحمید کے ذکر سے تر ہونے لگتی ہے۔ جب میں حدیث میں خدا کا یہ قول پڑھتا ہوں۔ کہ اگر میرے سارے بندے ہی نیک اور رشید الہ ہو جائیں تو پھر میں دنیا میں بعض گنہگار لوگ پیدا کروں۔ تا میری رحمت اور میری مغفرت انہیں معاف کر کے اپنی شان ترحم کا اظہار کر سکے۔ اس حدیث کے خواہ کچھ معنے ہوں مگر اس میں شبہ نہیں کہ ہمارا خدا رحمت کا ایک سمندر ہے اور اس سے غافل رہنے سے بڑھ کر کوئی محرومی نہیں۔ مگر ذاتی دعاؤں میں بھی یہ بات ہرگز نہیں بھولنی چاہیئے کہ بہرحال دین دنیا پر مقدم رہے اور ساری ذاتی دعائیں دنیا ہی کے لئے وقف نہ ہو جائیں گو ہمارے خدا کی رحمت کا دامن تو یہاں تک وسیع ہے۔ کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اپنے خدا سے مانگو۔ اللہ اللہ اللہ اللہ یہ کتنی بھاری نعمت ہے۔ جو ہر وقت ہمارے سامنے موجود ہے۔ مگر کوئی لینے والا بھی ہو۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ذاتی دعاؤں میں سب سے مقدم یہ دو دعائیں ہیں کہ (۱) ہم اپنی زندگی خدا کی رضا کے مطابق بسر کریں اور (۲) ہمارا انجام اس کی خوشنودی پر ہو۔

"دانیست کام دل اگر آید میسرم"

نیک انجام کی دعا میں عذاب قبر سے محفوظ رہنے کی دعا بھی شامل کرنی چاہیئے کیونکہ جیسا کہ میں انشاء اللہ ایک علیحدہ مضمون میں بتاؤں گا عذاب قبر عذاب نار سے ایک جدا گانہ چیز ہے۔ اور عذاب قبر بعض جنت میں جانے والے مومنوں کو بھی ہو سکتا ہے

(۱۱) بالآخر میں اپنے ذوق کے مطابق یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت کے لئے بھی دعا کی جائے۔ کیونکہ حکومت کے استحکام اور حکومت کی مضبوطی اور ترقی کے ساتھ پبلک کے بہت سے مفاد وابستہ ہوتے ہیں۔ اور حکومت کی کمزوری یا حکومت کی غلط روش بھی بہت سی خرابیوں کا موجب بن جاتی ہے

یہ وہ دعائیں ہیں جو ہماری روزانہ دعاؤں کے پروگرام میں لازماً شامل ہونی چاہئیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یہی ہر نماز میں یہ ساری دعائیں ضرور شامل کی جائیں مگر ان میں سے بعض دعائیں تو لازماً ہر نماز میں ہونی چاہئیں اور باقی کو حسب حالات مختلف نمازوں میں پھیلایا جا سکتا ہے لیکن بہرحال یہ سب دعائیں ایسی ہیں جن کے ذکر سے سچے مومنوں کی زبان ہر وقت تر رہنی چاہیئے۔ کاش دنیا جانتی کہ دعا میں کتنی برکت ہے۔ اور کتنی طاقت۔ حتیٰ کہ یہی وہ چیز ہے جو خدائی قضا و قدر کا رستہ بھی بدل سکتی ہے۔ یہ میرا اپنا قیاس نہیں بلکہ ہمارے مقدس آقا کے منہ کی باتیں ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

لا یرد القضاء الا الدعا

(ترمذی)

"یعنی دعا کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ خدا کی قضاء و قدر کو بھی بدل دیتی ہے اور اس کے سوا کسی اور چیز کو یہ طاقت حاصل نہیں" اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ خدا خود فرماتا ہے کہ:-

واللہ غالب علی امرہ

(سورہ یوسف ع ۳)

یعنی خدا گو اس کے قانون کا غلام نہ سمجھو بلکہ وہ اپنی قضاء و قدر پر بھی غالب ہے۔ یعنی بسا اوقات وہ اپنے نیک بندوں کی دعا سے اپنی جاری شدہ تقدیر کو بھی بدل دیتا ہے خدا کرے کہ یہ رمضان ہم میں سے اکثر کے دلوں کو دعا کے ذوق سے شناسا کر دے اور قبل اس کے کہ یہ مبارک مہینہ ختم ہو ہم اپنی ہر حاجت کو خدا سے مانگنا سیکھ لیں اور اپنے سر کا خدا کے در کی مٹی سے خاک آلود ہونا اپنے لئے سب فخروں سے بڑھ کر فخر سمجھیں۔ اے کاش ایسا ہی ہو۔ اور خدا کرے یا کلمہ مسیح کی جماعت قیامت کے دن خدا کے دربار میں سرخروئی حاصل کرے۔

آمین۔ یا ارحم الراحمین

خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور۔

۲۴ جولائی ۱۹۴۸ء

تقرر نائب امیر حلقہ لوہلا مہاراں

حلقہ لوہلا مہاراں ضلع سیالکوٹ کی احمدیہ جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چوہدری غلام احمد صاحب ساکن ہنگولہ کو اس حلقہ میں ۳۰ اپریل ۱۹۴۹ء تک کے لئے نائب امیر مقرر فرمایا ہے (ناظر اعلیٰ)

مبارکباد و درخواست دعا

برادرم سید عبد الحی صاحب آف منصوری کے چھوٹے صاحبزادہ سید شریف احمد صاحب کا نکاح بالعوض ۵ ہزار روپیہ حق مہر پر محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ بنت جناب سیٹھ محمد اعظم صاحب آف حیدرآباد دکن کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بوقت نماز جمعہ پڑھا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ طرفین کے لئے خیر و برکت کا موجب فرماوے آمین

(رشید احمد ارشد عفی عنہ — لاہور)

اجلاس صاحب افسر مال بہادر ضلع گجرات۔ بہ اختیارات کلکٹر

لال خان ولد حاجی خان قوم گوجر ساکن عمرو اکل بنام دوٹا سنگھ ولد کھڑک سنگھ۔ بہادر سنگھ و دیال سنگھ پسران سنت سنگھ اقوام لبانہ ساکن سرگردال حال مشرقی پنجاب تحصیل گجرات

دعوی فک الرہن اراضی مرہونہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں فریق ثانی چونکہ سکونت ترک کر کے مشرقی پنجاب میں چلا گیا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ اگر انہیں کوئی عذر فک الرہن میں ہو۔ تو مورخہ ۵ اگست ۴۸ء کو اصالتاً وکالتاً یا بذریعہ مختار مجاز پیش کریں بصورت عدم حاضری کارروائی مطابق عمل میں لائی جائے گی

دستخط حاکم — مہر عدالت

فقیر ایپی کی افغانستان مدد نہیں کر رہا

افغان سفارت خانے کا تردیدی بیان

کراچی ۲۶ جولائی۔ افغانستان کے سفارتخانے سے اس اخباری خبر کی تردید کی گئی ہے کہ افغانستان فقیر ایپی کی امداد کر رہا ہے۔ افغانستان کے پہلے سیکرٹری مقیم پاکستان خان عبدالحمید خاں نے صاف لفظوں میں اس خبر کی تردید کی اور کہا فقیر ایپی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور نہ ہی ہم پاکستان کیخلاف اس کی سرگرمیوں کو برداشت کر سکتے ہیں اس قسم کی خبریں برطانوی اخبارات کی طرف سے اڑائی جاتی ہیں تاکہ افغانستان اور پاکستان کے دوستانہ تعلقات کو نقصان پہنچایا جائے۔ پبلک کو ان بے بنیاد خبروں پر بالکل یقین نہیں کرنا چاہیئے۔ اور غلط فہمی میں نہ پڑنا چاہیئے۔

ماسکو ریڈیو کی طرف سے مسئلہ کشمیر پر تبصرہ

یہودیوں کی حکومت اگر تسلیم کر لی گئی ہے تو آزاد کشمیر گورنمنٹ کیوں تسلیم نہ ہو

لندن ۲۶ جولائی۔ ماسکو ریڈیو نے آج رات ایک براڈ کاسٹ میں بتایا کہ کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کیلئے سکیورٹی کونسل کا کمشن ہندوستان پہنچ چکا ہے۔ اس وقت تک جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ دونوں حکومتوں نے دبی زبان سے تعاون کا وعدہ کیا ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائیگا لیکن اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ کیونکہ سیکورٹی کونسل نے بنیادی طور پر غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ اگر سیکورٹی کونسل یہ اعلان کرتی کہ وہ آزاد کشمیر گورنمنٹ سے بھی مشورہ کریگی۔ اور اسے بھی یہ حق ہوگا کہ وہ ہندوستانی استعمار پرستانہ پالیسی کے خلاف ثبوت مہیا کرے۔ اور اس کے ساتھ کشمیر کے لوگوں کو یہ حق بھی دے دیا جاتا۔ کہ وہ اس امر کا بھی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ وہ آزاد رہنا چاہتے ہیں تو علیحدہ رہیں۔ سیکورٹی کونسل ان کی آزادی کی حفاظت کریگی۔ تو یہ مسئلہ حل ہو جاتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر یہودیوں کی حکومت کو تسلیم کر لیا جاتا ہے تو آزاد گورنمنٹ کو کیوں نہ اتنی مہلت دی جائے۔ کہ وہ اپنے جائز ہونے کا ثبوت مہیا کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ سامراجی طاقتیں اس وقت عوام کی جنگ آزادی کو کچلنا چاہتی ہیں اس میں انہیں کامیابی ہوتی ہے یا نہیں۔ اس کا فیصلہ آیندہ چند ماہ میں ہو جائیگا۔

امرتسر میں مکانات گر گئے

بہت سے دیہات نذر آب

امرتسر ۲۶ جولائی۔ بارش کی وجہ سے امرتسر کی سرحد کے قریب دریا کا پانی چڑھ گیا ہے اس لئے راوی اس کے قریب بہت سے دیہات غرقاب ہو گئے ہیں۔ ابھی تک نقصان کی تفصیلات موصول نہیں ہوئی۔ تاہم شہر میں بہت سے مکانات منہدم ہو گئے ہیں

حیدر آبادی سرحد پر ۱۰۸ حملے

حیدر آباد دکن ۲۶ جولائی۔ تازہ ترین اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ انڈین یونین کے حملہ آوروں نے حیدر آباد کی سرحدوں پر پچھلے دنوں ۲۶ حملے کئے۔ اس طرح ابتک کل حملوں کی تعداد ۱۰۸ تک پہنچ چکی ہے حکومت حیدر آباد کا بیان ہے کہ اکثر حملے بمبئی کی سرحد کیطرف سے کئے گئے

وادی لداخ میں آزاد کشمیر فوج کا شاندار خیر مقدم

تراڑکھل ۲۶ جولائی۔ آزاد کشمیر فوج کے اگلے ہیڈ کوارٹر میں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ لداخ کے ۹ مسلم دکانداروں کی لاشیں دکھیر میں دستیاب ہوئی ہیں۔ جن سے اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے کہ ایک ہندو کرنل نے اس امر کا حکم دیا تھا۔ کہ تمام دکانوں اور مکانوں کو لوٹ لیا جائے۔ ان کے بعد مکانوں کو آگ لگا کر ان اشخاص کو غرق کر دیا جائے۔ جو زندہ بچیں۔ اُن کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں غیر مسلموں نے مسلمانوں کا بائیکاٹ شروع کر دیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آزاد کشمیر فوج فتح و نصرت کے شادیانے بجاتی وادی لداخ میں داخل ہوئی۔ تو لوگوں نے آزاد کشمیر فوج کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ مقامی بدھوں نے بھی ان کے ساتھ مل کر کئی جنگیں لڑیں۔ اور آزادی کے لئے جد وجہد کی۔

اگر ضرورت ہوئی تو حیدر آباد کے خلاف جنگ سے گریز نہیں کیا جائیگا

پنڈت نہرو کی تقریر

مدراس ۲۶ جولائی۔ وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بھی ہمیں ضرورت محسوس ہوئی۔ ہم حیدر آباد کے خلاف فوجی کارروائی کریں گے۔ اسوقت حیدر آباد کے سامنے صرف ایک ہی حل ہے یا تو وہ ہندوستان میں شامل ہو جائے یا وہ ریاست کی حیثیت سے ختم ہو جائے آپ نے کہا کہ جو لوگ جنگ کی باتیں کرتے ہیں انہیں اس امر کا احساس کرنا چاہیئے۔ کہ جنگ دو ملکوں کے درمیان ہوتی ہے آپ نے مزید فرمایا کہ ہم حیدر آباد کیخلاف جو کچھ کرنا چاہتے ہیں یا کر رہے ہیں۔ وہ ایسا نہیں کہ عوام کو اس سے مطلع کیا جائے۔ لیکن اتنی بات میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں حیدر آباد کی صورت حالات کا پورا احساس ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ حیدر آباد کے خلاف سخت الفاظ استعمال کر رہا ہوں۔

شہزادہ عبدالکریم کے خلاف مقدمہ کی ابتدائی تحقیقات

کراچی ۲۶ جولائی۔ سرکاری طور پر معلوم ہوا ہے کہ والیٔ قلات کے برادر اصغر شہزادہ عبدالکریم کے خلاف مقدمہ کی تحقیقات ختم ہو جائے گی اس کے بعد مقدمہ چلانے کے سوال پر غور کیا جائے گا واضح رہے کہ شہزادہ عبدالکریم کو ۱۳ جولائی کو گرفتار کیا گیا تھا۔ جب وہ قلات میں بغاوت پھیلانے کے لئے ایک فوجی دستے کی قیادت میں بلوچستان میں داخل ہوئے تھے۔

قلات کی وزارت کو موقوف کر دیا گیا

کوئٹہ ۲۶ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ قلات کی تمام وزارت جو مسٹر فل فوائیٹن وزیر خارجہ و قائم مقام وزیر اعظم۔ خان بہادر مولوی منیر احمد وزیر داخلہ اور امن و ضبط مسٹر بیرم خاں لاری وزیر مال بریگیڈیر پر دیز وزیر دفاع اور محمد انبیاء وزیر دربار پر مشتمل تھی موقوف کر دی گئی ہے اس کی جگہ پاکستانی حکام وزارت مرتب کرینگے۔ معلوم ہوا ہے کہ خان بہادر محمد عارف خاں ریٹائرڈ ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو وزیر اعظم کی حیثیت سے تمام کام سنبھالنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

ریلوے ملازموں کو وزیر اعظم پاکستان کا خراج تحسین

قائد اعظم ریلیف فنڈ میں ایک لاکھ روپے

لاہور ــــــ اپنے نامہ نگار سے ــــــ ۲۶ جولائی

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ملازموں کی طرف سے قائد اعظم ریلیف فنڈ میں بھیجے جانے والے ایک لاکھ روپے کے چیک کو وصول کرتے ہوئے پاکستان کے وزیر اعظم خان لیاقت علیخاں نے جنرل منیجر کے نام ایک مکتوب میں لکھا کہ "میں ریلوے ملازمین کے خلوص نیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنہوں نے نامساعد حالات میں اس فنڈ میں بیش از بیش حصہ لیا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ سرکاری ملازموں کیلئے مجبوریوں کیوجہ سے قائد اعظم ریلیف فنڈ میں حصہ لینا کس قدر دشوار تھا۔ لیکن ریلوے ملازمین کا اس قدر دریا دلی دکھانا تو واقعی یہ ظاہر کرتا ہے کہ سرکاری ملازموں کو اپنی حکومت اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں سے بے حد ہمدردی ہے۔"

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹر میں ایک اعلیٰ سرکاری ترجمان نے بتایا اس سے پہلے فسادات کے دوران میں جب ریلوے ملازم اِدھر اُدھر سے بھاگ دوڑ کر ریلوے میں آ کر پناہ لیتے تھے اُن کی امداد کے لئے ۲۷ اگست ۱۹۴۷ء کو ایک فنڈ جاری کیا گیا تھا جو اپنی نوعیت کا ریلوے کی تاریخ میں پہلا فنڈ تھا اس کے ماتحت اُن تمام مصیبت زدہ ملازموں کی خوراک قیام اور دیگر مشکلوں کو رفع کیا جاتا رہا۔ اس فنڈ میں بھی ریلوے کے اعلیٰ افسروں۔ خواتین اور دیگر عملے نے دل کھول کر حصہ لیا۔ اور قریباً ۲ لاکھ روپے جمع کئے۔ اسے ۳۱ مارچ تک اس میں سے ایک لاکھ روپے کی رقم غریب اور مصیبت زدہ ملازموں اور اُن کے کنبوں پر خرچ ہو گئی تھی اور باقی ایک لاکھ کی رقم قائد اعظم ریلیف فنڈ کی نذر کر دی گئی۔

آپ نے بتایا۔ ان مساعی کے علاوہ بیگم الیف۔ ایم خاں جنرل منیجر کی نگرانی میں خواتین کی کمیٹی نے ہزاروں رضائیاں کمبل۔ کپڑے اور برتن فراہم کر کے پناہ گزینوں میں تقسیم کئے

بیس سیر سے زائد گندم خریدنا منع ہو گیا

لاہور ۲۶ جولائی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے گیہوں کے متعلق ایک حکمنامہ جاری کیا ہے جس میں کہا ہے کہ ۱۵ اپریل ۱۹۴۸ء کے بعد کوئی شخص بیک وقت بیس سیر سے زائد گیہوں یا آٹا نہیں خرید سکتا۔ اسی طرح دکاندار کو بھی اجازت نہیں ہے کہ وہ بیس سیر سے زائد آٹا یا گیہوں کسی فرد واحد کے ہاتھ فروخت کرے۔ وہ مقررہ نرخ سے زیادہ بھی وصول کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

واہگے کی سرحد پر ملاقاتوں کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا

لاہور ــــــ نامہ نگار الفضل سے ــــــ ۲۶ جولائی

گو ہندوستان کیطرف سے پاکستان آنے پر ابھی کوئی پابندی عاید نہیں ہوئی لیکن اس یکطرفہ پرمٹ سسٹم ہی کا فوری اثر یہ ہوا ہے کہ واہگے کی سرحد پر جہاں ۱۹ ماہ رواں سے پیشتر ہندو، سکھوں اور مسلمان بیوپاریوں کے غول کے غول خرید و فروخت کرتے نظر آیا کرتے تھے اور ہر وقت ایک منڈی کی سی لگی رہتی تھی وہاں اب ملاقات بھی کلیتہً بند ہو گئی ہے۔ ہزاروں افراد دونوں جانب سے روزانہ آتے اور قریباً تین فرلانگ کے فاصلے سے اپنے اپنے دوستوں حبیبوں اور تعلق والوں کو شام تک تکتے رہ کر مایوس گھروں کو لوٹ جاتے ہیں پاکستان کے فوج اور پولیس کے اعلیٰ افسر خوش تھے کہ اس سے نہ صرف خفیہ کاموں کی کھلم کھلا سرگرمیاں ختم ہو گئیں بلکہ ملاقاتوں کی آڑ میں پاکستان کی اقتصادیات کو صدمے پہنچانے کا جو سلسلہ شروع ہو گیا تھا وہ بند ہو گیا یہی وجہ ہے اب وہ اکا دکا کو بھی سرحد کے پاس پھٹکنے نہیں دیتے۔ دوسری طرف سے گو پاکستان میں آنے پر پابندی نہیں لیکن پھر بھی عوام کو سرحد کے پاس آنے سے بزور باز رکھا جاتا ہے اور اُن نفع رساں امیر اشخاص کے علاوہ کوئی سرحد کے پاس پھٹک نہیں سکتا۔ جو فوج اور پولیس کی وساطت سے وہاں تک لائے جاتے ہیں۔ دونوں طرف کیسے یہی اور خاکروب میاں میں پیامبری کا کام کرتے ہیں۔ اور قریباً شام تک دونوں طرف کے لوگ اُن کے ہاتھ رقعے اور پیغام بھیج کر ہی ملاقات کی تشنگی بجھا لیتے ہیں۔